QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

# ولیم میور اور ہر برٹ جارج ویلز کے سیرتِ نبوی ﷺ پر اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

# A CRITICAL ANALYSIS OF WILLIAM MUIR'S AND H.G. WELLS' OBJECTIONS TO THE PROPHETIC BIOGRAPHY (PBUH)

**Nageen Javed***
Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara
**Dr. Anwarullah**
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Okara

## ABSTRACT

*This research paper critically examines the objections raised by two prominent Western scholars, William Muir and H.G. Wells, regarding the biography (Sīrah) of the Prophet Muhammad (PBUH). The study explores their claims through a rigorous analytical lens, probing the underlying biases, historical inaccuracies, and methodological flaws in their works. It investigates Muir's assertions about the Prophet's (PBUH) Medinan period, where he alleges a shift from spiritual sincerity to political opportunism, and scrutinizes Wells' portrayal of the Prophet (PBUH) as egotistical and self-deceptive. By engaging with primary Islamic sources, historical evidence, and rebuttals from Muslim scholars like Sir Syed Ahmad Khan and Syed Abul A'la Maududi, the paper systematically deconstructs these Orientalist narratives. Additionally, it highlights the testimonies of non-Muslim intellectuals, such as W. Montgomery Watt and R. Bosworth Smith, whose objective analyses counterbalance the polemical claims of Muir and Wells. The study concludes that the objections of both authors stem from cultural prejudice, selective readings, and a lack of contextual understanding, ultimately reaffirming the moral, spiritual, and historical integrity of the Prophet's (PBUH) life and mission.*

**Key Terms:** Orientalism, Sīrah, Prophetic Biography, William Muir, H.G. Wells, Critical Analysis, Historical Bias, Islamic Scholarship.

سیرتِ نبوی ﷺ اسلامی تاریخ کا وہ روشن باب ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو ایمان، اخلاق، رحمت اور عدل سے لبریز نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے سیرت نہ صرف عقیدت کا محور ہے بلکہ عملی زندگی کا کامل نمونہ بھی۔ تاہم، جب اسلام دنیا بھر میں پھیلا اور غیر مسلم دنیا کی توجہ کا مرکز بنا، تو کئی مغربی محققین اور دانشوروں (جنہیں مستشرقین کہا جاتا ہے) نے اسلامی تعلیمات، قرآنِ مجید، اور بالخصوص سیرتِ رسول ﷺ کا تجزیہ کرنا شروع کیا۔ ان کے اس مطالعے کے دوران بعض مستشرقین نے علمی انداز اپنایا، مگر اکثریت نے تعصب، لاعلمی اور بدگمانی کی بنیاد پر ایسے اعتراضات اٹھائے جو نہ صرف غیر منصفانہ تھے بلکہ تاریخی حقائق کے منافی بھی ہے۔

ولیم میور ایک مشہور سکاٹش مستشرق تھے جنہوں نے 19 ویں صدی میں اسلامی تاریخ پر گہرا مطالعہ کیا۔ ان کی سب سے مشہور تصنیف "Life of Mahomet" ہے، جس میں انہوں نے سیرت نبویؐ پر متعدد اعتراضات اٹھائے۔ وہ اپنی کتاب میں نبی اکرم ﷺ کی زندگی کو دو ادوار مکی اور مدنی میں تقسیم کرتے ہیں۔ وہ مکی دور میں آپؐ کی اخلاص نیت، اصلاحی جذبے اور روحانی دعوت کو تسلیم کرتے ہیں، تاہم ہجرت کے بعد ان کا مؤقف یکسر بدل جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"But the scene altogether changes at Medina. There the acquisition of temporal power, aggrandisement, and self-glorification, mingled with the grand object of the Prophet's previous life; and they were sought after and attained by precisely the same instrumentality. Messages from heaven were freely brought forward to justify his political conduct, equally with his religious precepts. Battles were fought, wholesale executions inflicted, and territories annexed, under pretext of the Almighty's sanction. Nay, even baser actions were not only excused, but encouraged, by the pretended divine approval or command. A special license was produced, allowing Mahomet a double number of wives; the discreditable affair with Mary the Coptic slave was justified in a separate Sura; and the passion for the wife of his own adopted son and

* Email of corresponding author: nageenjaved1122@gmail.com

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

bosom friend, was the subject of an inspired message in which the Prophet's scruples were rebuked by God, a divorce permitted, and marriage with the object of his unhallowed desires enjoined! If we say that such revelations were believed by Mahomet sincerely to bear the divine sanction, it can be but in a very modified and peculiar sense. He was not only responsible for that belief, but, in arriving at any such conviction, he must have done violence to his judgment and to the better principles of his nature."[1]

ولیم میور نے مدنی دور کے آغاز کے بعد نبی کریم ﷺ کی سیرت پر سنگین اعتراضات اٹھائے ہیں۔اس کے مطابق، ہجرت کے بعد نبی اکرم ﷺ کا مقصد (نعوذ باللہ) دینی اصلاح نہیں رہا، بلکہ اس میں اقتدار کا حصول، ذاتی بڑائی اور خواہشات کی تکمیل بھی شامل ہو گئی۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مدینہ میں سیاسی فیصلوں، جنگوں، سزاؤں اور ذاتی معاملات کو آسمانی پیغامات کے ذریعے جائز قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ کچھ نکاح، جیسے حضرت زیدؓ کی بیوی سے شادی اور باندی ماریہ قبطیہؓ کا معاملہ بھی وحی کی بنیاد پر ثابت کیا گیا، جسے وہ اخلاقی طور پر قابلِ اعتراض گردانتا ہے۔

میور کے مطابق یہ وحی دراصل نبی ﷺ کی ذاتی خواہشات کا نتیجہ تھی، جسے خدائی حکم کے طور پر پیش کیا گیا۔

موئیر کا دعویٰ بنیادی طور پر قیاس آرائی اور تعصب پر مبنی ہے، جسے معتبر روایت اور خود قرآن کی شہادت ردّ کر دیتی ہے۔اوّل تو نبی ﷺ نے اقتدار میں آنے کے باوجود ذاتی جاہ و مال جمع نہیں کیا آپؐ کا طرزِ زندگی مدینہ میں بھی سادگی اور زہد پر قائم رہا۔ دوم، تمام جنگیں دفاعی نوعیت کی تھیں، جیسا کہ بدر سے پہلے مسلسل مظالم اور مکی سوسائٹی کا بائیکاٹ واضح ثبوت ہے۔ سوم، جن نکاحوں پر اعتراض ہے وہ معاشرتی اصلاح (مثلاً بیواؤں و غلاموں کی سماجی حیثیت) یا قبائل کے مابین صلح کے لیے تھے اگر مقصد نفسانی ہوتا تو زندگی کے آخری عشرے میں آپؐ نے مزید نکاح کیوں نہیں کیے؟ اس کے علاوہ، قرآن خود بارہا نبی ﷺ کی سرزنش کرتا ہے۔ مثلاً سورۂ عبس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

"ترش رو ہوا اور منہ موڑا، اس بات پر کہ ایک نابینا اس کے پاس آیا۔ اور تمہیں کیا خبر شاید وہ پاک صاف ہو جاتا، یا نصیحت سن کر نفع پاتا۔ جو شخص بے پروائی برتتا ہے، تم اس کی طرف تو متوجہ ہوتے ہو، حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تم پر کوئی الزام نہیں۔ اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے، اور وہ ڈر رہا ہوتا ہے، تو تم اس سے بے رخی برتتے ہو۔
"[2]

اگر وحی آپؐ کے من گھڑت احکامات ہوتیں تو ایسی تنبیہات کیسے موجود ہوتیں؟ اگر (معاذ اللہ) قرآن نبی ﷺ کی اپنی طرف سے بنائی گئی کتاب ہوتی، تو کوئی عقلمند شخص ایسا کیوں کرتا کہ وہ اپنی ہی سرزنش کرے؟ ایک انسان فطری طور پر اپنی کمزوریوں کو چھپاتا ہے، نہ کہ اُسے نمایاں کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ اس بات کا عقلی ثبوت ہے کہ قرآن انسانی کلام نہیں بلکہ خدائی وحی ہے، کیونکہ نبی ﷺ اگر اس کے مصنف ہوتے، تو وہ ایسی آیات ہر گز شامل نہ کرتے جو بظاہر اُن پر تنقید کر رہی ہوں۔ لہٰذا ولیم میور کا یہ اعتراض کہ نبی ﷺ نے وحی کو (نعوذ باللہ) ذاتی مفاد کے لیے گھڑا، خود قرآن کی اس داخلی گواہی سے باطل ہو جاتا ہے۔

ہربرٹ جورج ویلز ایک انگریز مصنف تھے جو سائنس فکشن کے حوالے سے مشہور ہیں، لیکن انہوں نے اپنی کتاب "The Outline of History" میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے حوالے سے اعتراضات اٹھائے۔ اس نے اپنی کتاب میں بیان کیا کہ :

"It was full of the spirit of kindliness, generosity and brotherhood; it was a simple and understandable religion; it was instinct with the chivalrous sentiment of the desert; and it made its appeal straight to the commonest instincts in the composition of ordinary men."[3]

ایچ جی ویلز اس اقتباس میں اسلام کی تعلیمات کا ایک مثبت پہلو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اسلام نہایت سیدھا، سادہ، ہمدردی، سخاوت اور بھائی چارے سے لبریز مذہب تھا، جس میں صحرا کی شجاعت اور فطری غیرت کا رنگ بھی شامل تھا۔ وہ مزید کہتا ہے کہ اسلام نے عام انسانوں کے دلوں کو چھو لیا کیونکہ اس نے ان کی فطری خواہشات اور عام انسانی جذبات سے براہِ راست خطاب کیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام نے انسان کی روزمرہ زندگی، سوچ، فطری رجحانات، اور معاشرتی ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ انہی بنیادوں پر اپنی دعوت قائم کی۔ اسی لیے لوگ آسانی سے اس کی طرف مائل ہوئے۔ اس نے لکھا کہ :

"Islam spread itself from the Indus to the Atlantic and Spain before worldliness, the old trading and plundering spirit had completely recovered their paralyzing sway over the Arab *intelligence and will."*[4]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یہاں مصنف کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ابتدائی طور پر ایک روحانی تحریک کے طور پر پھیلا، لیکن کچھ عرصے بعد عرب معاشرے پر دنیاداری، تجارت اور لوٹ مار کی پرانی ذہنیت نے دوبارہ غلبہ حاصل کر لیا۔ ویلز کے نزدیک یہ تبدیلی عربوں کی فکری و اخلاقی سمت پر منفی اثر ڈالنے لگی، اور یوں اسلام کے پھیلاؤ کی اصل روح متاثر ہونے لگی۔

اگرچہ ایچ. جی. ویلز نے اسلام پر کئی اعتراضات کیے، لیکن اُس کا یہ اعتراف کہ "اسلام انڈس سے لے کر اسپین تک پھیل گیا، اُس وقت تک جب تک دنیاداری، تجارت اور لوٹ مار کی پرانی ذہنیت نے عرب فہم و ارادے پر اپنا اثر دوبارہ قائم نہ کر لیا"۔ یہ دراصل اُس کے اندر چھپی ہوئی سچائی کا اظہار ہے۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ویلز نے اسلام کے ابتدائی دور کی روحانی، اخلاقی اور علمی بنیادوں کو تسلیم کیا، اور یہ بھی تسلیم کیا کہ اسلام کا پھیلاؤ خالصتاً اُس کے اعلیٰ اخلاق، برتر نظریات اور سچے پیغام کی بدولت تھا۔ وہ کہتا ہے کہ وقت کے ساتھ اسلام کی اصل روح متاثر ہوئی، لیکن درحقیقت یہ ایک سطحی مشاہدہ ہے۔ اسلام نہ تو کسی بیرونی طاقت سے دب سکتا ہے، نہ اُس کی روحانی بنیادیں کبھی متزلزل ہوئیں۔ بلکہ اسلام تو ہمیشہ سے غالب آنے والا دین ہے، جس کی تعلیمات نے ہر دور میں انسانی عقل و فطرت کو قائل کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ویلز کے یہ الفاظ، اُس کی اپنی تحریر میں، اُس کے اعتراضات کا رد بن جاتے ہیں۔ ایک معقول انسان اپنے الفاظ سے جو سچائی بیان کرتا ہے، وہ اُس کے کسی بھی تعصب پر غالب آ جاتی ہے۔ اس طرح، ویلز کا یہ بیان خود اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ اسلام کی سچائی کو دل میں تسلیم کرتا تھا، مگر مغربی تعصبات کے زیرِ اثر اس کا برملا اظہار نہ کر سکا۔ اور تعصب پر مبنی بیانات جاری کرتا رہا۔

وہ اپنی کتاب میں مزید لکھتا ہے کہ:

"But it is surely manifest that he was a being of commoner clay; he was vain, egotistical, tyrannous, and a self-deceiver; and it would throw all our history out of proportion if, out of an insincere deference to the possible Moslem reader, we were to present him in any other light."[5]

ایچ. جی. ویلز نے اپنی کتاب میں نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو سیاسی اور سماجی لحاظ سے جانچنے کی کوشش کی، لیکن انہوں نے تاریخ کو سمجھنے کے بجائے اپنی ذاتی رائے اور تعصب کو بنیاد بنایا۔ ان کا یہ کہنا کہ:

وہ (محمد ﷺ) عام انسانوں کی مانند ایک خاکی بشر تھے؛ وہ متکبر، خود پسند، آمرانہ مزاج کے حامل اور خود فریبی میں مبتلا تھے؛ اور اگر ہم محض کسی ممکنہ مسلم قاری کی خوشنودی کے لیے ان کو کسی اور روشنی میں پیش کریں تو یہ ہماری تمام تاریخ کا توازن بگاڑ دے گا۔

یہ بیان دراصل اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ویلز نبی کریم ﷺ کو محض انسانی سطح پر جانچنے کی کوشش کرتا ہیں، لیکن وہ ان کے اصل کردار، اخلاق، فلاحی جدوجہد اور روحانی عظمت کو سمجھنے سے قاصر رہا ہیں۔ ویلز کا یہ کہنا کہ محمد ﷺ متکبر اور خود پسند تھے، خود اس کے اپنے الفاظ کے ساتھ متصادم ہے۔ کیونکہ اسی کتاب میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ اسلام نے سادگی، مساوات، اور عام انسان کی فطری خواہشات سے براہِ راست اپیل کی۔ اگر کوئی مذہب عام انسانوں سے سچائی، سادگی اور مساوات کے ساتھ مخاطب ہو رہا ہو، تو اس کے بانی کو آمر یا خود فریب کہنا خود مصنف کی فکری کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ نیز اگر ویلز نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو محض خاکی بشر قرار دیتا ہے تو پھر ان کے لائے ہوئے انقلابی پیغام، اخلاقی طاقت، اور عالمی اثر کو صرف شخصی غرور سے نہیں سمجھا جا سکتا۔

کسی شخصیت پر تنقید اس وقت درست اور علمی ہوتی ہے جب وہ مکمل تجزیے، متضاد شواہد، اور تاریخی سیاق و سباق کے ساتھ ہو۔ ویلز کا نقطہ نظر یک طرفہ، جذباتی اور مغربی تعصب سے رنگا ہوا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے اعلیٰ اخلاق، دشمنوں کے ساتھ درگزر، اور اپنے ماننے والوں کے لیے بے پناہ رحمت جیسے پہلوؤں کو نظر انداز کرتا ہے۔

اگر محمد ﷺ واقعی آمر ہوتے تو وہ فتح مکہ کے دن اپنے دشمنوں کو عام معافی نہ دیتے۔ وہ غلاموں کو آزاد کرنے، عورتوں کو وراثت دینے، اور غیر مسلموں کے حقوق کی پاسداری نہ سکھاتے۔ یہ تمام شواہد ویلز کی "خود فریبی" والی تعبیر کو نہ صرف غیر منصفانہ بلکہ علمی طور پر بھی کمزور ثابت کرتے ہیں۔

ویلز محمد ﷺ کی شخصیت کو بیک وقت عام انسان، خود فریب، اور تاریخی توازن کو بگاڑ دینے والی شخصیت کہتا ہے، جو ایک غیر منطقی تضاد ہے۔ اگر کوئی شخصیت محض ایک محدود انسان ہے، تو اس کی حیثیت تاریخ کے توازن کو متاثر کیوں کرتی ہے؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویلز لاشعوری طور پر نبی اکرم ﷺ کی تاریخی عظمت کو تسلیم کرتا ہے، مگر شعوری طور پر اس سے انکار کی کوشش کرتا ہے۔ کسی بھی فرد کے اخلاق و کردار پر رائے دینے سے پہلے اس کے اعمال کی نوعیت، ان کے محرکات، اور ان کے نتائج کو جانچنا ضروری ہے۔ ویلز نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو اخلاقی، معاشرتی، اور قانونی سطح پر پرکھنے کے بجائے نفسیاتی لیبلنگ سے جانچنے کی کوشش کی، جو کہ محض تعصب پر مبنی ہے اور علمی معیار پر پوری نہیں اترتی۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں جو ان کے عجز، انکساری، خود احتسابی اور عدل و انصاف پر مبنی مزاج کی کھلی گواہی دیتی ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں کو عام معافی دینا، سورۂ عبس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کی تنبیہ (جو خود ساختہ وحی کے نظریے کی نفی ہے۔) طائف کے مظالم کے بعد بددعا کے بجائے ہدایت کی دعا مانگنا۔ یہ تمام واقعات ایک ایسی شخصیت کو پیش کرتے ہیں جو نہ صرف خود پر تنقید سننے کا حوصلہ رکھتی ہے بلکہ دوسروں پر رحم اور اصلاح کی نیت سے عمل کرتی ہے۔

کسی بھی مورخ کی تحریر اس وقت قابل قبول سمجھی جاتی ہے جب وہ تمام فریقوں کے بیانات کو شامل کرے، اپنے ذاتی تعصبات سے بالاتر ہو، متعدد ذرائع کا موازنہ کرے۔ ویلز ان تینوں معیاروں پر پورا نہیں اترتا۔ اس کی کتاب میں اسلامی ذرائع، مسلم مؤرخین یا نبی اکرم ﷺ کے معاصرین کے اقوال کا منصفانہ استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کا زیادہ تر تجزیہ مغربی سامراجی تناظر سے متاثر نظر آتا ہے۔ ویلز کے یہ بیانات کسی علمی تحقیق کا نتیجہ نہیں بلکہ سیاسی ماحول، نوآبادیاتی ذہنیت، اور مذہبی تعصب کے اثرات کا مظہر ہیں۔ ان کا اندازِ بیان نہ صرف تاریخی دیانت کے خلاف ہے بلکہ اس شخصیت کی عظمت کو جھٹلانے کی ناکام کوشش ہے، جسے نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم محققین (جیسے مائیکل ہارٹ، کارلائل، برنارڈ شا) بھی دنیا کی مؤثر ترین شخصیات میں شمار کرتے ہیں۔

ولیم میور جیسے مستشرقین نے نبی اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کئی اعتراضات اٹھائے ہیں، خصوصاً ہجرت کے بعد آپ ﷺ کے کردار، مقاصد، اور فیصلوں کو ہدفِ تنقید بنایا۔ ان کے مطابق، مدینہ میں (نعوذ باللہ) نبی اکرم ﷺ کا مقصد صرف دینی اصلاح کرنا نہیں تھا، بلکہ اقتدار کا حصول، ذاتی بڑائی اور خواہشات کی تکمیل کرنا شامل تھا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ مدینہ میں ہونے والے سیاسی فیصلوں، جنگوں، سزاؤں، اور حتیٰ کہ ذاتی معاملات (جیسے بعض نکاح) کو بھی آسمانی پیغامات کے ذریعے جائز قرار دیا گیا، اور یہ وحی دراصل نبی ﷺ کی ذاتی خواہشات کا نتیجہ تھی۔

تاہم، مسلم علماء اور اسکالرز نے علمی دلائل اور تاریخی شواہد کی بنیاد پر ان تمام اعتراضات کا مؤثر رد پیش کیا ہے۔ جیسا کہ: میور کے اعتراضات کے رد میں سر سید احمد خان نے اپنی کتاب میں دلائل پیش کرتے ہوے کہا کہ: یہ کہنا کہ حضرت پیغمبر خدا ﷺ کا مقصد (نعوذ باللہ) صرف دینی اصلاح نہیں رہا بلکہ اقتدار کا حصول، ذاتی بڑائی اور اس میں خواہشات کی تکمیل بھی شامل ہو گئی تھی، یہ ایک بے بنیاد اور غلط الزام ہے۔ وہ واضح کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا بنیادی مقصد اللہ کے احکامات کو لوگوں تک پہنچانا اور ان کی فلاح و بہبود تھا۔ اقتدار یا ذاتی خواہشات کا حصول ان کا مقصد نہیں تھا۔ یہ صرف لغو بات ہے جو بدخواہ لوگوں نے ان کے خلاف پھیلائی ہے۔[6] سر سید مزید فرماتے ہیں کہ ان کا دعویٰ بنیادی طور پر قیاس آرائی اور تعصب پر مبنی ہے۔[7] وہ تاریخی شواہد اور دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ذاتی بڑائی یا اقتدار کے حصول کے لیے کام نہیں کیا، بلکہ ان کی تمام جدوجہد اللہ کے دین کی سربلندی اور انسانیت کی بھلائی کے لیے تھی۔ ان کے فیصلے ہمیشہ عدل و انصاف اور اللہ کے احکامات کی روشنی میں ہوتے تھے۔

اسی طرح میور کا یہ کہنا کہ مدینہ میں سیاسی فیصلوں، جنگوں، سزاؤں اور ذاتی معاملات کو آسمانی پیغامات کے ذریعے جائز قرار دیا گیا۔ سر سید اس اعتراض کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میور کا یہ دعویٰ کہ مدینہ میں سیاسی فیصلوں، جنگوں، سزاؤں اور ذاتی معاملات کو آسمانی پیغامات کے ذریعے جائز قرار دیا گیا، یہ غلط ہے۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ اسلامی شریعت اور قرآن کریم میں تمام معاملات کے لیے واضح احکامات موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جو بھی فیصلے کیے، وہ اللہ کے حکم اور شریعت کی روشنی میں کیے، اور ان کا مقصد اسلام کے اصولوں کو نافذ کرنا تھا۔[8] سر سید کہتے ہیں کہ قرآن میں جو احکامات نازل ہوئے، وہ محض ذاتی خواہشات کی بنیاد پر نہیں تھے، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تھے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ وحی کا مقصد لوگوں کی رہنمائی کرنا اور انہیں اللہ کے راستے پر لانا تھا۔ تمام فیصلے اللہ کی مرضی اور حکمت کے مطابق تھے، نہ کہ نبی ﷺ کی ذاتی مرضی کے مطابق۔ سر سید احمد خان اس اعتراض کا تفصیلی رد پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت زیدؓ کی بیوی سے شادی اور باندی ماریہ قبطیہؓ کا معاملہ بھی وحی کی بنیاد پر ثابت کیا گیا، جسے وہ اخلاقی طور پر قابلِ اعتراض گردانتا ہے، یہ موئیر کی کم علمی اور تعصب کی علامت ہے۔[9] سر سید وضاحت کرتے ہیں کہ حضرت زینبؓ سے نکاح کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا تھا تاکہ جاہلیت کی ایک رسم (منہ بولے بیٹے کی بیوی سے شادی کا نہ ہونا) کو ختم کیا جا سکے۔ یہ نکاح ایک سماجی اور دینی اصلاح کے لیے تھا، نہ کہ ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے۔ سر سید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماریہؓ کے معاملے میں بھی نبی ﷺ نے شرعی احکامات کی پیروی کی تھی اور اس میں کوئی اخلاقی قباحت نہیں تھی۔ یہ معاملات وحی الٰہی کے تحت تھے اور ان کا مقصد اسلامی شریعت کی بنیادوں کو مضبوط کرنا تھا۔ ان تمام دلائل سے سر سید احمد خان نے ولیم موئیر کے اعتراضات کو سختی سے رد کیا ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ موئیر کے دعوے قیاس آرائی، تعصب اور تاریخی حقائق سے ناواقفیت پر مبنی ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اسی طرح غیر مسلم دانشوروں کے تاثرات جو ویلز کی غلط فہمیوں کی نفی کرتے ہیں اور نبی ﷺ کی شخصیت اور قیادت کو انتہائی درجہ کی آزادی، اخلاق وانصاف، اور جذبات کے طور پر پیش کرتے ہے۔ جیسا کہ ولیم مونٹگمری واٹ اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ:

His readiness to undergo persecutions for his beliefs, the high moral character of the men who believed in him and looked up to him as leader, and the greatness of his ultimate achievement — all argue his fundamental integrity. To suppose Muhammad an impostor raises more problems than it solves. Moreover, none of the great figures of history is so poorly appreciated in the West as Muhammad.”[10]

مستشرق ولیم مونٹگمری واٹ نے اعتراف کیا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی، ان کی سچائی، ان کی جدوجہد اور ان کے پیروکاروں کے بلند اخلاقی معیار اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ ایک سچے اور مخلص انسان تھے۔ ان پر جھوٹے ہونے کا الزام نہ صرف غیر منصفانہ ہے بلکہ اس سے تاریخ کی تفہیم مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ واٹ کے نزدیک مغرب نے نبی ﷺ کی شخصیت کو کبھی انصاف کے ساتھ نہیں سمجھا، حالانکہ وہ تاریخ کی عظیم ترین ہستیوں میں سے ایک ہیں۔

اسی طرح ریورنڈ باسورتھ اسمتھ نے کہا کہ:

“He was Caesar and Pope in one; but he was Pope without the Pope's pretensions, and Caesar without the legions of Caesar: without a standing army, without a bodyguard, without a palace, without a fixed revenue; if ever any man had the right to say that he ruled by a Right Divine, it was Mohammed… The simplicity of his private life was in keeping with his public life.”[11]

ریورنڈ باسورتھ اسمتھ نبی کریم ﷺ کو بیک وقت مذہبی وسیاسی رہنما قرار دیتے ہوئے اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نہ فوج رکھی، نہ محل بنایا، نہ شاہانہ زندگی گزاری، پھر بھی ایسی سادہ زندگی میں وہ عظیم حکمران بنے جو بیک وقت روحانی ودنیاوی قیادت کے حق دار تھے۔ ان کی نجی زندگی کی سادگی، ان کی عوامی ذمہ داریوں کے ساتھ مکمل ہم آہنگ تھی۔

نبی کریم ﷺ کی قیادت جہاں ایک طرف عدل وانصاف کی علمبردار تھی۔ وہیں ان کی ذاتی زندگی بھی غیر معمولی سادگی اور انکساری سے مزین تھی۔ ان کی سادہ زندگی، ان کے عظیم کردار کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ ریورنڈ باسورتھ اسمتھ کے اس اقتباس میں ایک غیر مسلم دانشور کی زبان سے وہ سچائی سامنے آتی ہے جسے اکثر مغربی مورخین نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اسمتھ نے نبی کریم ﷺ کو بیک وقت ایک روحانی پیشوا اور ایک سیاسی حکمران قرار دیا، لیکن اس بات پر زور دیا کہ یہ قیادت کسی جبر، فوجی طاقت، محل ودولت یا شاہانہ اختیار کے ذریعے حاصل نہیں ہوئی۔ اسمتھ کے مطابق، نبی ﷺ کی نجی زندگی ان کی عوامی ذمہ داریوں کے بالکل مطابق تھی۔ یہ تضاد سے پاک طرزِ زندگی نہ صرف ایک عظیم رہنما کی علامت ہے، بلکہ اس بات کا مظہر ہے کہ اسلام کا تصورِ قیادت خدمت اور قربانی پر مبنی ہے، نہ کہ استحصال اور جاہ وحشم پر۔ اسمتھ کا بیان اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قیادت کسی مادی یا سیاسی مہم جوئی کا نتیجہ نہیں تھی، بلکہ یہ ایک اخلاقی انقلاب کا ثمر تھی۔ اس اقتباس کے ذریعے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص واقعی خدائی تائید یافتہ حکمران کہلانے کا اہل تھا، تو وہ بلاشبہ محمد ﷺ ہی تھے۔

اسی طرح مسلم محقق مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب سیرت سرور عالم ﷺ میں ویلز کے اعتراضات کے رد میں کہا کہ: مستشرقین اور خصوصاً جورج ویلز جیسے مستشرق پہلے ہی سے ذہنی طور پر یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کو خداوندی منشاء پر مبنی نہ سمجھا جائے، اور پھر جان بوجھ کر متن کو ایسی سمت میں مروڑتے ہیں کہ محمد ﷺ کے اسلام کو صرف دیگر مذاہب کے ملبوسات کا عکس بنا دیا جائے۔ یہ تحقیق بے شرمی سے کہانیاں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیتی ہے۔[12]

ثابت ہوتا ہے کہ مستشرقین، خصوصاً ہربرٹ جورج ویلز اور ولیم میور جیسے مستشرقوں نے نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور اسلامی تعلیمات پر اپنے اعتراضات تعصب، ناقص معلومات اور مغربی فکری مفروضات کی بنیاد پر قائم کیے۔ ان کے اعتراضات نہ صرف تاریخی حقائق سے متصادم ہیں بلکہ علمی دیانت کے اصولوں کے بھی منافی ہیں۔ اس کے برخلاف مسلم مفکرین نے نہایت مدلل، معروضی اور تحقیقی انداز میں ان الزامات کا رد کیا ہے جو صرف دفاعی نہیں بلکہ علمی واخلاقی برتری کا مظہر ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت نہ صرف اخلاقی کمالات، عدل وانصاف اور روحانی عظمت کا مرقع ہے، بلکہ ایک ایسی عالمی قیادت کا نمونہ بھی ہے جسے خود غیر مسلم محققین نے بھی صداقت، اخلاص، اور کردار کی بلند ترین مثال تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ مستشرقین کے اعتراضات نہ حق پر مبنی ہیں، نہ تحقیق پر، بلکہ یہ محض فکری مغالطوں اور تہذیبی تعصب کا شاخسانہ ہیں۔ جنہیں علم، تحقیق اور سچائی کی روشنی میں بے بنیاد ثابت کیا جا چکا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

[1] ولیم میور، لائف آف محمد، جلد4(لندن: اسمتھ ایلڈر اینڈ کمپنی،1878ء)، ص318–319۔

William Muir, The Life of Mahomet, vol. 4 (London: Smith, Elder & Co., 1878), pp. 318–319.

[2] القرآن، سورۃ عبس 80:1–10۔

The Qur'an, Surah Abasa 80:1–10.

[3] ایچ۔جی۔ویلز، دی آؤٹ لائن آف ہسٹری: ایک سادہ تاریخِ حیات وانسانیت، جلد1(نیویارک: میکملن،1920)، باب31، حصہ4، ص319۔

H. G. Wells, The Outline of History: Being a Plain History of Life and Mankind, vol. 1 (New York: Macmillan, 1920), Book 31, Section 4, p. 319.

[4] ایچ۔جی۔ویلز، دی آؤٹ لائن آف ہسٹری: زندگی اور انسانیت کی ایک سادہ تاریخ، جلد1، باب31، حصہ6(نیویارک: میکملن،1920)، ص321۔

H. G. Wells, The Outline of History: Being a Plain History of Life and Mankind, vol. 1, Book 31, Section 6 (New York: Macmillan, 1920), p. 321.

[5] ایچ۔جی۔ویلز، دی آؤٹ لائن آف ہسٹری: بیئنگ اے پلین ہسٹری آف لائف اینڈ مینکائنڈ، جلد1، باب31، سیکشن2–3(نیویارک: میکملن،1920)، ص317–318۔

H. G. Wells, The Outline of History: Being a Plain History of Life and Mankind, vol. 1, Book 31, Sections 2–3 (New York: Macmillan, 1920), pp. 317–318.

[6] سید احمد خان، خطباتِ احمدیہ المعروف خطبات سیرت النبیﷺ، تدوین: الطاف حسین حالی(لاہور: دوست ایسوسی ایٹس، بلاتاریخ)، ص234–235۔

Sir Syed Ahmad Khan, Khutbat-e-Ahmadiya al-Ma'ruf Khutbat-e-Seerat-un-Nabi,ﷺed. Altaf Husain Hali (Lahore: Dost Associates, n.d.), pp. 234–235.

[7] ———، خطباتِ احمدیہ، ص236–237۔

Khutbat-e-Ahmadiya, pp. 236–237,———.

[8] ———، خطباتِ احمدیہ، ص236–237۔

Khutbat-e-Ahmadiya, pp. 236–237,———.

[9] ———، خطباتِ احمدیہ، ص239۔

Khutbat-e-Ahmadiya, p. 239,———.

[10] واٹ، ولیم مونٹگمری، محمد ایٹ مکہ (آکسفرڈ: آکسفرڈ یونیورسٹی پریس، 1953)، ص52۔

W. Montgomery Watt, Muhammad at Mecca (Oxford: Oxford University Press, 1953), p. 52.

[11] اسمتھ، باسورتھ، محمد اور محمدن ازم (لندن: اسمتھ، ایلڈر اینڈ کمپنی، 1874)، ص235۔

R. Bosworth Smith, Mohammed and Mohammedanism (London: Smith, Elder & Co., 1874), p. 235.

[12] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، سیرت سرورِ عالمﷺ، جلد1(لاہور: ادارہ ترجمان القرآن)، ص473۔

Syed Abul A'la Maududi, Seerat-e-Sarwar-e-Aalam,ﷺvol. 1 (Lahore: Idara Tarjuman-ul-Qur'an), p. 473.